29 محرم 1354ھ
3 مئی 1935ء

تکفیر کا تباہ کن مرض

تشہد و تعوذ کے بعد حضرت مولاناؒ نے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ پچھلے جمعہ میں نے ختم نبوت کے مسئلہ کا ذکر کیا تھا کہ اس وقت دو گروہ ہیں، جن میں سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے کل مسلمان تقسیم ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ ختم نبوت کے قائل ہونے کے باوجود حضرت نبی کریمؐ کے بعد ایک اور نبی کے آنے کو مانتے ہیں۔ بڑا گروہ عام مسلمانوں کا ہے اور چھوٹا قادیانیوں کا۔ ان دونوں میں ایک زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ پہلا گروہ کہتا ہے کہ ایک پرانا نبی آئے گا۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ ایک نیا نبی آیا اور آئندہ بھی نئے نبی آسکتے ہیں۔ لیکن خوب یاد رکھو! اس جنگ میں فتح بالآخر ختم نبوت ہی کی ہو گی۔ شرک فی النبوّت کے بُت آخر کار ٹوٹ کر رہیں گے۔ اس کے سوا امن اور صلح ناممکن ہے۔ ختم نبوت کی فتح اس جماعت کی فتح ہوگی، جو صحیح معنوں میں اس کی قائل ہے۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کو نہیں مانتی۔

افراط و تفریط کا نتیجہ: دراصل ان دونوں گروہوں نے ایک ہی رنگ اختیار کیا ہوا ہے۔ افراط و تفریط انسان کو ایک ہی نتیجہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ مثال کے طور دیکھئے کہ حضرت مسیحؑ نے کوئی دعوٰی کیا ہوگا۔ ان کے پیرو کہتے ہیں کہ انہوں نے خدائی دعوٰی کیا۔ اور ان کے مخالف یہودی بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے خدائی کا دعوٰی کیا۔ لیکن اس کے درمیان ایک تیسری آواز چھ سو سال بعد اٹھتی ہے، کہ حضرت مسیح نبی تھے اور انہوں نے کبھی خدائی کا دعوٰی نہیں کیا۔ اور بالآخر یہی آواز کامیاب ہوتی ہے۔ اب خود مسیحی دنیا کا ایک حصہ مسیحؑ کی خدائی کا منکر ہو رہا ہے اور انہیں صرف نبی ماننے لگا ہے۔

مسئلہ تکفیر: آج میں ایک اور مسئلہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ ہے مسئلہ تکفیر۔ یعنی یہ خیال کہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اقرار کے باوجود ایک شخص مسلمان نہیں بلکہ کافر کا کافر رہتا ہے۔ غیر احمدی علماء بھی اس کے قائل ہیں اور قادیانی بھی۔ دونوں اپنے اپنے وقت پر ایک

دوسرے کے خلاف اس ہتھیار سے کام لیتے ہیں۔ مسلمانوں کی تعمیری قوت کو تکفیر کے مرض نے بالکل سلب کر لیا ہے۔

حدیث میں صریح طور پر موجود ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے پر کفر الٹ کر پڑتا ہے۔ یہ ایک سخت ترین تنبیہ ہے۔ مگر اس کے باجود تکفیر کا فعل بہت عام ہے۔ دوسروں کو کافر کہنے میں ہر قوم کو مزا آتا ہے۔ مثلاً احرار کو لیجئے۔ ان کے اندر شیعہ، سنّی اور وہابی وغیرہ سب شامل ہیں۔ مگر وہ قادیانیوں اور احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ بہتیرے شیعہ، سنّیوں کو اور بہتیرے سنّی، شیعوں کو کافر کہتے ہیں! حنفیوں کو لیجئے۔ ان میں دیوبندی، بریلویوں کو اور بریلوی، دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ غرضیکہ ایک دوسرے پر کفر کا فتوٰی دینے والے مسلمان ہر جگہ موجود ہیں۔

ایک چھوٹی سی جماعت: اس وقت جماعت کے رنگ میں ایک چھوٹی سی قوم ہے۔ جو تکفیر کی بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے میں مصروف ہے۔ خدا کے فضل سے اس میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ یعنی وہ (1) ختم نبوت کی صحیح معنوں میں قائل ہے۔ (2) تکفیر کی بیماری کو مسلمانوں سے دور کرنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔ اور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔

بہت سے لوگ ظاہری حالات کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ جماعت کامیاب نہیں ہوگی۔ اس کی تعداد تھوڑی ہے۔ اس کی ترقی کی رفتار سست ہے۔ لیکن اگر اس جماعت کا سرے سے کوئی کام ہی نہ ہوتا، اور یہ جماعت جو کچھ کہتی ہے، ان باتوں کو ماننے والا صرف ایک ہی آدمی ہوتا، تب بھی یہ اصول ناکام نہ ہوتے۔ کیونکہ یہ وہ چیز ہے، جو زندہ رہنے والی ہے۔

کفر کے فتوؤں کی ارزانی: کفر کے فتوے تو کوئی نئی چیز نہیں رہے۔ پہلے ایک ایک دو دو کر کے کفر کے فتوے دیئے جاتے تھے۔ یا ایک جماعت دوسرے کو کافر قرار دیتی تھی۔ لیکن قادیانی جماعت نے اب اس کو اس قدر ارزاں کر دیا ہے کہ کل روئے زمین کے مسلمانوں کو بیک جنبش قلم کافر بنا دیا ہے۔ پھر دوسرے گروہ کو دیکھو۔ یعنی غیر احمدی علماء۔ تو وہ صریح جھوٹ بول کر کفر کے فتوے دے رہے ہیں۔ استفتاء ہیں تو ان کی بنیاد جھوٹ پر۔ اور فتوے ہیں تو ان کا دارومدار بھی جھوٹ پر ہے!

مولوی کفایت اللہ صاحب کا فتوٰی: آج ہی کے اخبار ''زمیندار'' میں مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی کا احمدیوں کے متعلق فتوٰی کفر شائع ہوا ہے۔ بمبئی (ممبئی) کے ایک شخص محمد علی سالمین نے مولوی صاحب کو لکھا کہ:-

> ''مقدس مآب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، صدر جمیعت علماء ہند۔ السلام علیکم۔ میں آپ کی خدمت میں لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے متعلق قرآن کریم کے مطابق فتوٰی صادر فرمانے کے لئے مؤدبانہ عرض کرتا ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداس پور (پنجاب) کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانتی ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود، مہدی اور مصلح تھا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے، (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ الْخَرَافَاتِ) اور یہ کہ وہ دنیا میں وفات پر کر زمین میں دفن ہو گئے تھے۔''

''زمیندار'' کی کذب دوستی: فتوٰی پوچھنے والا خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز نبی نہیں مانتے۔ ابھی حال ہی میں میری شہادت ''زمیندار'' کے صفحات میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو ہرگز نبی نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ اس کے باوجود اس جھوٹ پر مبنی استفتاء کو اور جھوٹ پر مبنی فتوٰی کو شائع کیا!

عقیدہ وفات مسیحؑ کا جرم: سوال کرنے والے نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ احمدی مانتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ وفات پا کر زمین میں دفن ہو گئے۔ گویا ان کا یہ ماننا بہت بڑا جرم ہے۔ اس جرم کے مرتکب تو مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء بھی ہیں۔ اور وہ ہماری طرح ہی حضرت عیسٰیؑ کو وفات یافتہ مانتے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ان کے متعلق بھی کفر کا فتوٰی حاصل کیا جاتا۔

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اس شخص نے مولویوں کی طرح حضرت مسیحؑ کے باپ عقیدہ اور ان کی وفات کے مسئلہ کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے۔ اسلام، قرآن، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

توہین بیشک ہو جائے، ان کو کچھ پروا نہیں۔ اگر حضرت مسیحؑ کو باباپ یا وفات یافتہ مان لیا جائے، تو ان کے نزدیک قیامت آجاتی ہے!

مولوی کفایت اللہ صاحب کا جواب:- اس کے بعد ذرا مولوی صاحب کا جواب بھی سنیئے:

"لاہوری اور قادیانی مرزائی جو ایک من گھڑت نبی کے پیرو ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوٰی کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔ اس کے اصول مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ دنیاء اسلام کے تمام علماء نے اس کے پیروؤں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ دونوں جماعتیں چونکہ مرزا غلام احمد کو نبی، مصلح، مسیح، مہدی اور دور حاضرہ کا امام سمجھتی ہیں، اس لئے یہ دونوں جماعتیں اور مرزا غلام احمد کافر ہیں۔ لاہوری جماعت جو مرزا غلام احمد کو واجب الاطاعت اور قابل تقلید سمجھتی ہے، کافر ہے۔"

مفتی صاحب سے ایک سوال: سائلین نے فتوٰی از روئے قرآن مانگا تھا۔ لیکن اس فتوٰی میں قرآن کا کہیں ذکر تک نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو جس وجہ سے نعوذ باللہ کافر قرار دیا ہے، وہ بھی قابل غور ہے۔ کہ دونوں جماعتیں چونکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی، مصلح اور مسیح وغیرہ سمجھتی ہیں، اس لئے مرزا صاحب نعوذ باللہ کافر ہیں۔ اسی اصول کے مطابق کیا فرماتے ہیں مولوی کفایت اللہ صاحب۔ کیونکہ عیسائی اور یہودی دونوں حضرت مسیحؑ کو خدائی کا دعویدار سمجھتے ہیں۔ اس پر مجھے ایک قصہ یاد آگیا۔ کہ ایک جج کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ اس نے ایک شخص کو کہا کہ فریقین میں صلح کرادو۔ وہ شخص فریقین کو علیحدہ لے جا کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سمجھاتا رہا، لیکن وہ صلح پر آمادہ نہ ہوئے۔ اس نے واپس آکر کہہ دیا کہ وہ راضی نامہ کے لئے تیار نہیں۔ اس پر جج صاحب نے حکم دے دیا کہ تینوں کو حوالات میں دے دو! یہی بات صدر جمعیت علماء نے کی ہے۔

خلیفہ قادیان کا ایک تازہ خطبہ: اب اس کے بعد ذرا خلیفہ قادیان کے ایک تازہ خطبہ کے کچھ حصے بھی سنیں۔ یہ خطبہ عجیب وغریب باتوں سے پُر ہے۔ تکفیر کے متعلق کہتے ہیں کہ:-

''اوّل تو یہ جرم ہی نہیں۔ لیکن اگر اسے جرم بھی فرض کر لیا جائے تب بھی میں کہتا ہوں۔

ایں گنا ہست کہ در شہر شما نیز کنند

یہ قصور اور خطا وہ ہے جو تمہارے شہر میں بھی کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی کونسی جماعت ہے جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتی...... یہ مسلمان مولوی تو ہیں ہی کافر گر۔ اس کفر کے سمندر میں اگر ایک قطرہ ہم نے بھی ڈال دیا، تو اس سے گھبراہٹ کیوں طاری ہوگئی...... ایسی مشاق جماعت (یعنی مولویوں کی جماعت) جو کفر کے میدان کی شہسوار ہے، ہمارے کافر کہنے سے گھبرا کیوں گئی۔ یا تو ہمارے کافر کہنے میں کوئی ایسی بات ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے۔ یا کفر کے فتوے پر شور مچانا ان کی فتنہ پردازی ہے'' (الفضل یکم مئی 1935ء)

مسلمانوں کو کافر کہنے کی عجیب وغریب وجہ: دیکھئے! مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا معقول وجہ بیان کی ہے! چونکہ مسلمان پہلے سے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، اس لئے ہم نے انہیں کافر کہہ دیا تو کون سا اندھیر ہوگیا! گویا مکفر علماء کے نقش قدم پر چل کر وہ بھی مسلمانوں کی تکفیر کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے کفر کے سمندر میں ایک قطرہ ڈال دیا ہے تو کسی کو گھبرانے کا کوئی حق نہیں۔ اور ان (مولویوں) کا یہ شور اور گھبراہٹ شدید فتنہ پردازی ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ گھبرانے اور شور مچانے کی بجائے خوش ہو کر جزاک اللہ کہیں!

اگر غور کیا جائے تو قادیانیوں کے کفر کا ایک قطرہ سمندر سے زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ سمندر تو ایسا تھا کہ اس کے ذریعہ سے تھوڑے تھوڑے لوگ ایک وقت میں کفر کی زد میں آیا کرتے تھے۔ مگر قادیانی قطرہ ایسا زبردست ہے کہ اس نے کروڑ در کروڑ مسلمانوں کو، جو حضرت مسیح موعود کے نام سے بھی بے خبر ہیں، ان کو بھی جو آپ کو دعویٰ میں سچا سمجھتے ہیں، مگر بیعت نہیں کی، کافر بنا دیا۔ یہ قطرہ سمندر سے بڑا نکلا! پھر خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ:-

''احمدی (قادیانی) چھپن ہزار ہیں۔ میں کہتا ہوں نہ سہی چھپن ہزار۔ اگر احمدی تمام دنیا میں چھ بھی ہوتے یا ایک ہی ہوتا۔ تب بھی دنیا کی کوئی گورنمنٹ نہیں، جو انہیں مسلمانوں میں سے نکال سکے۔ مذہب منہ کے دعویٰ پر مبنی ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، تو کون ہے جو کہہ سکے کہ تم مسلمان نہیں۔ ہم تمہیں مسلمانوں سے نکالتے ہیں۔''

اگر قادیانی تعداد میں چھ ہوں، یا صرف ایک بھی ہو، تو کسی کی طاقت نہیں کہ اسے مسلمانوں سے نکال دے! یہ بالکل درست ہے۔ لیکن قادیانی ساٹھ کروڑ کو بھی، باوجود یہ کہنے کے کہ ہم مسلمان ہیں، اسلام سے نکال سکتے ہیں! ان کو یہ حق کہاں سے مل گیا؟ کہ وہ دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھیں! قادیانیوں کو تو دنیا کی کوئی طاقت اسلام سے خارج نہیں کر سکتی، لیکن ان کا ایک لفظ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنا کر رکھ دیتا ہے! اگر مذہب منہ کے دعویٰ پر مبنی ہوتا ہے، تو دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمان اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں، تو پھر قادیانی انہیں مسلمان کیوں نہیں سمجھتے؟

کافر کہنے کا عجیب وغریب مفہوم: خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا ہے کہ:-

''ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہی پکّا مسلمان سمجھتے ہیں۔ پھر کیا پکے مسلمانوں کو بھی کوئی شخص نکال سکتا ہے۔ ہمارا جرم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو زیادہ پکّا مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کو اپنے جیسا پکّا مسلمان نہیں سمجھتے۔''

کافر کہنے کا یہ مفہوم بھی عجائبات میں سے ہے! جو شخص اپنے آپ کو پکّا مسلمان سمجھے، وہ باقی سب کو کافر قرار دے۔ اور جو دوسروں کو کافر قرار نہیں دیتا، وہ گویا پکّا مسلمان ہی اپنے آپ کو نہیں سمجھتا۔ اور پکّے مسلمان کو کوئی اسلام سے نہیں نکال سکتا۔ یعنی جو دوسروں کو کافر کہے، اسے اسلام سے باہر نہیں نکالا جا سکتا، لیکن جو کلمہ گوؤں کو مسلمان کہے، اسے نکالا جا سکتا ہے! اور بہر حال غیر احمدی بھی احمدیوں کو کافر کہتے ہیں، اس لئے وہ بھی پکّے مسلمان ہوئے۔ ان کو قادیانی کس طرح کافر بنا سکتے ہیں؟ اسی پر

بس نہیں۔ اور فرق صرف یہی نہیں کہ غیر احمدی پکّے مسلمان نہیں، بلکہ آخری فقرہ میں فرق صرف اس قدر رہ گیا ہے کہ قادیانی زیادہ پکّے مسلمان ہیں۔ اور دوسروں کو اپنے جیسا پکا مسلمان نہیں سمجھتے۔ یہ ایک بھول بھلیاں ہے، جس سے کوئی شخص قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا۔ قادیانی زیادہ پکّے مسلمان ہیں۔ احراری اتنے پکّے مسلمان نہیں۔ اور اس کے باوجود وہ کافر بھی ہیں۔ عیسائیت کے تثلیت کے چکر سے یہ قادیانی تکفیر کا چکر کم نہیں!

کفر کی انوکھی تعریف: اس کے بعد خلیفہ صاحب نے کفر کی تعریف اس طرح کی ہے کہ:-

''ہم میں اور ان میں تو کفر کی تعریف میں اختلاف بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حالانکہ ہم یہ معنی نہیں کرتے۔ نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے، تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے، مگر کامل مسلم اُسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف ہے جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں۔ ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے۔ ان کا کفر تو ایسا ہے، جیسے سُرمے والا سُرمہ پیستا ہے۔ وہ بھی جب کسی کو کافر کہتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے اسے پیس کر رکھ دیں۔ کہتے ہیں وہ جہنمی ہے۔ اور ابدی دوزخ میں پڑے گا۔ لیکن ہم دوسروں کو کافر اصطلاحی طور پر کہتے ہیں۔ ورنہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کفر کی حالت میں مرے، لیکن خدا تعالیٰ اُسے کسی خوبی کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے..... اس کے مقابل بالکل ممکن ہے کہ ایک ایسا انسان جو بظاہر اسلام میں داخل ہے، خدا تعالیٰ اُسے اس پاداش میں جہنم میں داخل کر دے کہ اس نے دین کی تعلیم پر عمل نہ کیا۔ پس ہماری کفر کی اصطلاح ہی اور ہے۔ اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا کفر تو ان کے کفر کے مقابلہ میں ایسا

ہی ہے، جیسے سورج کے مقابل ذرہ۔ پس اس پر انہیں غصہ کیوں آتا ہے؟''

دوسری بھول بھلیاں: سوال یہ ہے کہ کفر کی یہ اصطلاح آخر کہاں سے لی گئی ہے؟ قرآن وحدیث میں تو یہ ہے نہیں۔ قرآن وحدیث کی رُو سے تو کفر اسلام کے انکار کا نام ہے۔ لیکن جناب خلیفہ صاحب قرآن وحدیث کے خلاف ایک اصطلاح قائم کرتے ہیں کہ کفر اسلام کا انکار نہیں۔ پھر وہ کیا ہے؟ یہ بھی صاف نہیں کہتے! اگر اسلام کا انکار کفر نہیں، تو کیا اسلام کا اقرار کفر ہے! یہ تعریف پھر ویسی ہی بھول بھلیاں ہے۔ ''اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارا جا سکتا ہے۔'' تو اس کا مطلب صاف تھا کہ اس حد تک اسلام نہ پایا جائے۔ تو چاہئے تھا کہ پھر ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہ ہوتا۔ مگر نہیں۔ منطق کی گردن پر چھری پھیر کر پھر فرماتے ہیں۔ ''لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے مگر کامل مسلم اُسے نہیں سمجھا جا سکتا۔'' اسلام کے ایک حد تک پائے جانے پر مسلمان کہلا سکتا ہے، اسی حد سے نیچے گر کر بھی مسلمان کہلا سکتا ہے، پھر وہ حد کیا ہوئی؟! اس سے اوپر ہو کر بھی انسان مسلمان ہے۔ نیچے گر کر بھی مسلمان ہے۔ صرف کامل مسلمان نہیں! لیکن اب کامل مسلمان کون ہے؟ کیا سارے قادیانی کامل مسلمان ہیں! اگر نہیں تو بعض قادیانی بھی کافر ہوئے۔ پھر ہندو، عیسائی اور یہودی بھی اسی اصطلاح کفر میں کافر ہیں۔ یعنی وہ کامل مسلمان نہیں۔ مرید تو بیشک ان باتوں پر اٰمنّا کہہ دیں گے، لیکن انسان کی سمجھ سے یہ باتیں باہر ہیں۔ قرآن وحدیث کی اصطلاح کو اٹھا کر بالائے طاق رکھا اور اپنی ایک اصطلاح بنائی۔ اس اصطلاح کی رو سے کلمہ گو کافر بھی ہو گئے اور دنیا کے سارے کافر مسلمان بھی کہلا سکے۔ گو کامل مسلمان نہ ہوئے!

خلیفہ صاحب کا اظہار معصومیت: اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ:-

''ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو کسی کو بلا وجہ کافر کہتا ہے، وہ اس کی دل آزاری کرتا ہے۔ اور لڑائی مول لیتا ہے۔ ہاں! جب کوئی ہمیں مجبور کرے۔ اور ہم سے پُوچھے کہ تم ہمیں کیا سمجھتے ہو؟ اس وقت ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہیں کافر سمجھتے

ہیں، تو وہ ہمارے جواب دینے پر بُرا مناتے ہیں۔ اور ہم سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں مسلمان کیوں نہیں سمجھتے۔''

بیشک قصور قادیانیوں کا نہیں، جو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ بلکہ ان مسلمانوں کا ہے جو قادیانیوں سے یہ سوال کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں مجبوراً کافر کہنا پڑتا ہے۔ حیرت ہے کہ آج خلیفہ صاحب یہ بات کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ کچھ سال پہلے کہہ چکے ہیں کہ:-

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔'' (انوار خلافت صفحہ 90)

فرض اور دل آزاری: اس کتاب کے صفحہ 92 پر لکھنؤ کا ایک واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:-

''لکھنؤ میں ہم ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں۔ جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔''

جو بات چند سال پیشتر فرض تھی، آج دل آزاری بن گئی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ قادیانی جماعت تکفیر کے غلط مسئلہ کی وجہ سے کن بھول بھلیوں میں پڑ گئی ہے! مذہب تو ایسی ایچا پیچی کی اجازت نہیں دیتا۔ خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ہمارے متعلق بھی بہت کچھ کہا ہے:-

''کفر و اسلام کا مسئلہ چھیڑنے میں یا غیر مبایعین کو مزا آتا ہے یا احراریوں کو۔ حالانکہ تمدن و معاشرت کا اس سے کیا تعلق؟ کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں اور تم ہمیں کیا سمجھتے ہو؟ سیاسیات میں ان امور کا کیا تعلق کہ تم ہمیں کافر سمجھتے ہو یا نہیں؟ پس یہ سوال پیدا ہی ان کی وجہ سے ہوا۔ ورنہ ہمیں یہ سوال اٹھانے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ہماری طرف سے شروع

میں جب یہ سوال اٹھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچروں اور مضامین کی وجہ سے اٹھایا گیا۔ ورنہ ہمیں اس سوال کے اٹھانے کی کیا ضرورت تھی! اب غیر مبائعین کو، کبھی کبھی یہ سمجھ کر کہ یہ سوال پیدا کر دینے میں انہیں کامیابی ہو گی، گدگدی اٹھتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ جب ان امور پر بحث ہوگی تو لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے۔ ان پر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقرہ بالکل صادق آتا ہے۔ لَنْ تَعْدُ وَ قَدْرَکَ تو اپنے اندازے سے نہیں بڑھے گا۔"

خواجہ صاحب مرحوم کا کیا قصور تھا؟: افسوس! خلیفہ صاحب نے یہ نہ بتلایا۔ کہ خواجہ صاحب مرحوم نے یہ مسئلہ چھیڑا ہی کیوں؟ خواجہ صاحب مرحوم، جن پر اب یہ الزام دیا جاتا ہے، کہ تکفیر کا مسئلہ ان کی وجہ سے پیدا ہوا، ان کا قصور کیا تھا؟ صرف یہ کہ انہوں نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ کہ سب کلمہ گو اصول اسلام میں متحد اور مسلمان ہیں۔ یہ بات موجودہ خلیفہ صاحب کو (جو اس وقت خلیفہ نہ تھے) پسند نہ آئی۔ اور انہوں نے ایک پورا رسالہ اس بات پر لکھا کہ خواجہ صاحب غلطی پر ہیں۔ تمام کلمہ گو، جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی، وہ کافر ہیں۔ تو خواجہ صاحب مرحوم کا قصور یہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کو مسلمان کہتے تھے۔ اور خلیفہ صاحب تو محض معذور ہیں کہ خواجہ صاحب کے مسلمانوں کو مسلمان کہنے کی وجہ سے انہیں مسلمانوں کو کافر کہنا پڑا۔ نہ خواجہ صاحب یہ غلطی کرتے، کہ کلمہ گوؤں کو مسلمان کہتے، نہ خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر قرار دیتے!

کیا عجیب منطق ہے؟ اور اب "غیر مبائعین" کو تکفیر کے مسئلہ میں مزا آتا ہے۔ اور درحقیقت وہی اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں! کیوں؟ اس لئے کہ وہ کلمہ گوؤں کو مسلمان قرار دیتے ہیں۔ تو خلیفہ صاحب چڑ کر کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ یہ سب کافر ہیں۔ جس دن "غیر مبائعین" کلمہ گوؤں کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں گے۔ یعنی انہیں کافر قرار دیں گے، اس دن خلیفہ صاحب کو بھی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ مسلمانوں کو کافر کہیں۔ تو سارا

قصور خواجہ صاحب مرحوم کا ہے یا ''غیر مبائعین'' کا۔

بعض دوست لَنْ تَعْدُ وَقَدْرَکَ کا مطلب نہیں سمجھتے ہوں گے۔ حضرت نبی کریمؐ کے زمانے میں ایک شخص ابن صیاد تھا۔ جسے کچھ الہام کا دعوٰی تھا۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریمؐ صحابہؓ کے ساتھ اس سے ملے۔ حضرت عمرؓ نے تو دیکھ کر قسم کھالی کہ یہی شخص دجّال ہے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ ارشاد فرمایا تھا۔ مطلب اس کا یہ تھا۔ کہ تیری کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ اب جناب خلیفہ صاحب کا ارشاد ہے کہ ہم لوگ ابن صیاد کے مقام پر ہیں۔ اور ہماری کوششیں ناکام ہوں گی!

ان باتوں کے باوجود بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپس کے اختلافات اخباروں میں نہیں آنے چاہئیں۔ قادیانیوں سے صلح ہو جانی چاہیئے۔ لیکن کیا تم مانتے ہو کہ تم دجالیت پھیلا رہے ہو؟ اگر ایسا نہیں تو پھر جن لوگوں کے دلوں میں یہ کینہ بھرا ہوا ہے، ان سے صلح کس طرح ہو سکتی ہے؟

قادیان کی ایک تازہ شائع شدہ کتاب: ابھی حال ہی میں قادیان سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ ''منکرین خلافت کا انجام''۔ یہ لفظ کوئی کہہ سکتا تھا تو امام حسینؓ کی شہادت کے بعد یزید کہہ سکتا تھا۔ لیکن باوجود امام حسینؓ کی ظاہری ناکامی اور یزید کی کامیابی کے آج ناکام یزید ہے۔ اور کامیاب امام حسینؓ ہیں۔ خوب یاد رکھو۔ کہ حق کو کتنا بھی دباؤ، وہ غالب ہو کر رہے گا۔ پہلے بھی یہی ہوا۔ اب بھی یہی ہوگا۔ نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت قائم ہو گی، اور نہ تکفیر کا مسئلہ قائم ہو گا۔ حق ہی کا بول بالا ہو گا۔

میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ اگر قادیانی حضرت مرزا صاحب کے عاشق ہیں۔ اور خلافت قائم کرنے کے لئے ہی نبوت نہیں بنا رہے، بلکہ حضرت مرزا صاحب کو فرط محبت سے نبی بنا رہے ہیں، تو انہیں اس جماعت سے خوش ہونا چاہیئے، جو کہ حضرت مرزا صاحب کی عزت قائم کر رہی ہے، نہ کہ اس کی مخالفت اور بربادی کے درپے ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی ہندو یا عیسائی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک لفظ بھی کہتا ہے، تو ہم اس کو سر پر اٹھا لیتے ہیں۔

حق ہی ہمیشہ غالب رہتا ہے: میں کوئی پیشگوئی کرنے والا تو نہیں ہوں، لیکن قرآن نے ثابت کر دیا ہے کہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ حدیث نے ثابت کر دیا ہے کہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ تمہاری جماعت بھی حق پر قائم ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ غالب ہی رہے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تم ذرا اپنی سستی کو چھوڑ کر پوری طرح کام میں لگ جاؤ۔ تمہاری جماعت ختم نبوت کی قائل ہے۔ اور کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کو نہیں مانتی۔ تکفیر کی وبا کو یہ روکتی ہے۔ اور صحیح معنوں میں اتحاد کی علمبردار ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر ہماری قسمت میں برباد ہونا ہی لکھا ہے، تو ان پاک اصولوں پر قائم رہ کر کیوں برباد نہ ہوں! نیکی کے کام میں برباد ہونے میں بھی ایک مزہ ہے۔ اسی حظ کو اٹھاؤ۔ ہماری صلح کسی ایسی جماعت سے نہیں ہو سکتی، جو ختم نبوت کی قائل نہ ہو اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتی ہو! (پیغام صلح 15 مئی 1935ء)